رسائل و مسائل

مسجد کی تزئین و آرائش میں آیات کا استعمال

سوال: ۱- قرآن پاک کی آیات و احادیث کو قبلے کی جانب کی دیوار کے علاوہ شمال و جنوب کی جانب کندہ کرانا کہاں تک درست ہے۔ بعض جگہ یہ نظر آتا ہے کہ مسجد میں چاروں طرف آیات ہی آیات لکھی ہیں۔

۲- مسجد میں قرآن پاک کی آیات پہلی منزل کی دیواروں پر اُبھار کر لکھی جائیں تو چھت پر چلنے سے ان آیات کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

۳- مسجد کے ہال یا برآمدے میں سردیوں/گرمیوں کے لیے علیحدہ کمرہ بنایا جائے جہاں ۲۰، ۳۰ آدمیوں کے نماز باجماعت ادا کرنے کی گنجایش ہو حالانکہ ہال میں ۲۵۰ نمازی باجماعت نماز ادا کرسکتے ہیں۔ کیا اس طرح کا انتظام شرعاً جائز ہے؟ کیا ایسا کرنے سے پہلی صف کا ثواب محدود نہ ہو جائے گا، جب کہ مسجد ایک ذاتی کمرے تک محدود ہو جائے گی۔

جواب: نماز کا اصل مقصد خشوع و خضوع اور پورے انہاک کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (بخاری ومسلم، حدیث جبرئیل) ''اللہ کی عبادت کرو اس طرح گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھتے (اس کے مشاہدے کا تصور نہیں کرسکتے) تو یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے''۔

پہلی صورت کا نام مشاہدہ اور دوسری کا نام مراقبہ ہے، یعنی اللہ کا بندے کو دیکھنا اور اس کی نگرانی کرنا۔ جو خشوع و خضوع مطلوب ہے وہ اس درجے کا ہونا چاہیے جو مذکورہ دونوں کیفیات: مشاہدہ و مراقبہ کی حالت میں ہوسکتا ہو۔ آنکھوں سے غائب ذات کا دل کی نگاہوں سے دیدار کرنا یا یہ محسوس کرنا کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، دنیا میں ایمانی کیفیات میں سب سے اونچی کیفیت ہے۔ مطلوب جتنا اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے اس کا حصول اتنا ہی مشکل بھی ہوتا ہے اور اس لیے اس کے لیے کوشش بھی زیادہ کی جاتی ہے اور رکاوٹیں بھی دُور کی جاتی ہیں۔ یہ مطلوب

کسی بھی درجے میں اسی صورت میں حاصل ہوسکتا ہے' جب نمازی اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (الانعام ۶:۷۹) ''یقیناً میں نے یکسو ہوکر اپنا رخ اس ذات کی طرف پھیر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں'' کے تقاضے کے مطابق صرف اللہ کی طرف توجہ کرے۔ اس کی حمد و ثنا اور اس کا کلام پڑھتے ہوئے' اذکار و تسبیحات کا ورد کرتے ہوئے اس کے بحرِ معرفت میں مستغرق ہو' دوسری طرف ذرہ برابر بھی توجہ نہ کرے۔ اسی لیے نماز کے آداب میں یہ شامل ہے کہ نمازی کے آگے کوئی ایسی چیز نہ ہو جو اس کی نظر کو اصل مطلوب سے دوسری طرف پھیر دے۔

حضرت ابوجہمؓ نامی ایک صحابی نے آپؐ کو ایک بیل بوٹوں والا جبہ ہدیہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عوض میں انھیں ایک سادہ جبہ ہدیہ کیا۔ آپؐ نے اس رنگ برنگے جبے میں نماز پڑھی' نماز پڑھتے ہی اسے اُتار دیا اور فرمایا: یہ جبہ ابوجہم کو دے دو اور اس سے میرا سادہ جبہ واپس لے آؤ' یہ تو مجھے نماز سے غافل کرنے لگا تھا''۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نقش و نگار اور چمک دمک والے جبے کو' جس نے آپؐ کی توجہ کو ایک لحظے کے لیے اپنی طرف متوجہ کیا اتار پھینکا۔ اگرچہ جبے کی طرف توجہ اس قدر زیادہ نہ ہوئی تھی کہ توجہ الی اللہ باقی نہ رہی ہو۔ نماز کی طرف آپؐ کی توجہ پوری طرح قائم تھی۔ اس سے یہ مسئلہ نکل آیا کہ نمازی کے سامنے کوئی بھی ایسی چیز نہ ہونی چاہیے' جو اسے نماز سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول کردے۔

اس بنا پر مسجد کے سامنے والی دیوار پر نقش و نگار' قرآنی آیات اور خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ کے عکس نہیں ہونے چاہییں۔ البتہ محراب سے اوپر اتنی بلندی پر کہ نمازی کی نظریں وہاں تک اس وقت پہنچیں' جب وہ سر اُوپر اٹھا کر دیکھے تو اتنی بلندی پر قرآنی آیات لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت عثمان بن طلحہؓ سے روایت ہے: اِنَّ النَّبِیَّ دَعَاہُ بَعْدَ دُخُوْلِہِ الْکَعْبَۃَ فَقَالَ اِنِّیْ کُنْتُ رَأَیْتُ قَرْنَیِ الْکَبْشِ حِیْنَ دَخَلْتُ الْبَیْتَ فَنَسِیْتُ اَنْ اٰمُرَکَ اَنْ تُخَمِّرَھَا فَخَمِّرْھَا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ قِبْلَۃِ الْبَیْتِ شَیْءٌ یُلْھِی الْمُصَلِّیْ' حضور اقدسؐ کعبہ شریف میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت عثمان بن طلحہؓ کلید بردار کعبہ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا: ہم نے کعبہ میں دنبے کے سینگ دیکھے تھے۔ دنبہ جو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا' اس کے سینگ کعبہ معظمہ کی مغربی دیوار میں لگے ہوئے تھے۔ مجھے تم سے یہ کہنا یاد نہ رہا کہ ان کو ڈھانک دو' سو اب ڈھانکو کہ نمازی کے سامنے کوئی چیز ایسی نہیں ہونی چاہیے جس سے توجہ ہٹے۔ ہاں' اگر اتنی بلندی پر ہو کہ سر اٹھا کر دیکھنے سے نظر آئے تو یہ نمازی کا قصور ہے۔ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔

۲- دیوار کے اوپر اُبھری ہوئی آیات قرآنی لکھنا جائز ہے، جب کہ مذکورہ بالا شرائط کے مطابق لکھی گئی ہوں۔ آپ کا یہ خیال کہ چھت پر لوگ چلیں گے تو اس کی وجہ سے آیات کی بے حرمتی ہوگی صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ عرف میں جب آیات اور چلنے والے کے درمیان پردہ ہو تو بے حرمتی شمار نہیں ہوتی، اور شریعت کا یہ مستقل اصول ہے: لیس علیکم فی الدین من حرج ''تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں ہے''۔

۳- مسجد کے ہال کے ساتھ اگر چھوٹی مسجد تعمیر ہو تو اس میں سردی اور گرمی کے موسم میں نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اگر وہ کوئی مکان ہے مسجد نہیں تو پھر اس کا حکم مسجد کا نہ ہوگا۔ چھوٹی مسجد اور بڑی مسجد دونوں میں جب جماعت ہو تو صف اول کا ثواب ان لوگوں کو مل جائے گا جو بڑی مسجد کی صف اول یا چھوٹی مسجد کی صف اول میں نماز پڑھیں۔ (مولانا عبدالمالک)

انٹرنیٹ اور انٹرنیٹ کیفے کا کاروبار

س: انٹرنیٹ کے استعمال اور انٹرنیٹ کیفے کے کاروبار کے بارے میں اسلام کا کیا نقطۂ نظر ہے؟ کیا یہ جائز اور حلال ہے؟

ج: انٹرنیٹ کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ اسلام جو عالم گیر دین ہے، سارے عالم تک اس کا پہنچانا، اسے لوگوں کے دلوں میں اُتارنا اُمت مسلمہ کا فریضہ ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے یہ کام آسان ہوگیا ہے۔ انٹرنیٹ کی سب سے زیادہ ضرورت تو اسلام اور اُمت مسلمہ کو ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں، مٹی کے ہر گھر اور چمڑے کے ہر خیمے میں اسلام کے پہنچنے کی جو پیشین گوئیاں نبیؐ نے فرمائی ہیں، ان کے پورے ہونے کا ذریعہ انٹرنیٹ سے بہتر اور کون سا ہو سکتا ہے۔ انٹرنیٹ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور انسانیت کی رہنمائی، ہدایت اور اصلاح کے لیے اس کے ذریعے بہت زیادہ آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ کام جو لاکھوں اور کروڑوں خرچ کرنے اور لاکھوں میل سفر کرنے کے بعد ہو سکتا ہے آج گھر بیٹھے تھوڑی سی رقم خرچ کر کے کیا جا سکتا ہے۔ اپنے گھر اور دفتر میں بیٹھے بیٹھے پوری دنیا اور اس کے ہر گھر میں آپ دین کا پیغام اور قرآن وسنت کی بات سنا سکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر دینی تنظیمیں، علماے کرام، خطباے کرام اور اسلامی اسکالر اسلام کے پیغام، اس کی حقانیت اور صداقت کو انسانوں تک نہیں پہنچائیں گے، لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو عقلی اور نقلی دلائل سے مسخر نہیں کریں گے، باطل نظاموں اور تہذیبوں کو کھوکھلا ثابت نہیں کریں گے تو پھر وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔ آج سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عالمی سطح پر اسلام اور کفر، دین اور لادینیت، اسلامی اور مغربی تہذیب، اسلام اور مشرکانہ مذاہب، یہودیت، عیسائیت، بدھ مت اور ہندومت وغیرہ کے مابین جو فکری کش مکش ہے، اس